بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

بدر

غیر معمولی پرچہ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۸

دوا میں شفا میں عرض دار الامان قادیان

سلسلۃ الجدید نمبر ۳۳ جلد ۱

جمعۃ المبارک

سلسلۃ القدیم نمبر ۹۴ جلد ۲

آں مسیح دور آخر مہدی آخر زمان	ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ	ای جہان منتظر خوش باش کاندر ستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ سفر دہلی ـ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عدد ۳

واعظ دہلی ۲۵ ـ اکتوبر ۱۹۰۵ء ـ گزشتہ دو پرچوں میں سفر دہلی کے حالات ہدیہ ناظرین کئے جا چکے ہیں ـ حضرت مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ ہر شہر کے پاس وہاں کے باشندوں کا واعظ کسی پرانے شہر کا کھنڈر موجود ہوتا ہے ـ یہ بات اہل دہلی پر خوب صادق آتی ہے اور ان کا واعظ نہایت ہی زبردست ہے ـ کل ہم چند احباب نے مل کر قلعہ اور مقامات فیروز شاہ کے عبرتناک نظارہ کو دیکھا ـ جو یہ سبق دیتا تھا ـ کہ سب سلطنتیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور حقیقی بادشاہ وہی ہے ـ جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے ـ اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے ـ اگر اس کی معیت اور مشیت نہ ہو ـ تو کوئی طاقت طاقت نہیں اور کوئی قوت قوت نہیں ـ دہلی کے ان نظاروں کا کچھ حال مختصر طور پر کسی آیندہ اشاعت میں کیا جاوے گا ـ انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت میں یہ دکھانا چاہتا ہوں ـ کہ اہل دہلی حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں

ہمارا مولوی محمد بشیر سب سے پہلے میں حضرت مولانا المکرم مولوی سید محمد احسن صاحب کے خط کی نقل کرتا ہوں ـ جو کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے پرانے دوست مولوی محمد بشیر کے نام لکھا اور ساتھ ہی اس کا جواب بھی نقل کرتا ہوں ـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محب قدیم و حبیب کریم حضرت مولانا محمد بشیر صاحب ـ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ـ الحمد للہ ـ کہ پیشین گوئی اسلامی مندرجہ قرآن مجید ـ واذا النفوس زوجت کا نظارہ اس زمانہ آخرین طرح طرح سے نظر آ رہا ہے ـ کہیں جگہ بلکہ ہر ایک مقام میں تو بذریعہ ریلوے اور کہیں پر بذریعہ تار کے اور کسی جگہ بواسطہ مراسلت صحت کے اس مقدمہ قیامت کا جلوہ من جملہ دیگر مقدمات قیامت کے مشاہدہ کیا جاتا ہے جس سے عبرتاً قیامت یاد آ جاتی ہے ـ فاعتبروا یا اولی الابصار ـ الملہ عا ـ یہ کہ ایک حسن اتفاق ہے کہ خاکسار مسافرانہ جناب والا کے دار الاقامت دہلی میں حاضر ہو گیا ہے ـ چونکہ مسافر کو کوئی ہدیہ میزبان کریم کی خدمت میں پیش کرنا بالضرور مسنون ہے ـ لہٰذا مواہب الرحمن

یک جلد والفرقان دو جلد و تبلیغ حق چار عدد پیش کر کر امیدوار قبول فرمانے کا ہوں ـ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسنا ـ ان اللہ غفور شکور ـ

ثانیاً اور میزبان پر ادنیٰ درجہ یہ امر لازم ہے ـ کہ اپنی زیارت سے مشرف فرماوے ـ جس کی دو صورتیں ہیں ـ یا جناب والا قدم رنجہ فرماویں ـ کہ القادم یزار ـ یا خاکسار جناب والا کے عتبہ عالیہ اور دہلیز پر حاضر ہو کر شرف ملازمت کا حاصل کرے امید کہ بحکم واما السائل فلا تنھر ـ کے وقت فرصت سے مطلع فرمایا جائے ـ اور سوائے معیت ایک دو احباب کے نہ اس طرف کوئی ضرورت ہے ـ اور اغلب کہ جناب کی طرف سے بھی کوئی ضرورت اس کی واقع نہ ہوگی ـ خاکسار محمد احسن نزیل بازار چتلی قبر مکان الف خان ریشمانی ساز محررہ ۲۴ ـ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ ـ یوم شنبہ

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ حامداً ومصلیاً ومسلماً

مکرم بندہ جناب مولوی محمد احسن صاحب دام مجدکم ـ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ـ عنایت نامہ معہ ہدایا مرسلہ وصول ہوا ـ ممنون فرمایا ـ مجھکو آپ کی ملاقات کا

تازہ الہام ـ یکم نومبر ۱۹۰۶ء ـ دست تو دعائے تو ترحم زخدا ـ (بذریعہ تار اس الہام کی خبر آئی)

شوق زائد از حد ہے۔ اور ارادہ مصمم ملاقات کا تھا۔ مگر چند موانع و مصالح کی وجہ سے قاصر رہا۔ معاف فرماویں۔ ان بعض مصالح کا حال حامل پرچہ ہذا کی زبانی واضح ہو گا۔ والسلام خیر الختام - خاکسار محمد بشیر عفی عنہ۔ از کوچہ نئوارہ

۲۵-اکتوبر ۱۹۰۵ء - یوم چہارشنبہ۔ چند مولوی اور طلباء آئے۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ قرآن اور رسول کو مانتے ہیں۔ آپ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر حضرت اقدس ؑ نے فرمایا۔ انسان جو کچھ اللہ تعالے کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ سب موجب معصیت ہو جاتا ہے۔ ایک ادنے سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے۔ تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حکام کا یہ حال ہے تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنے والے کی بے عزتی اور بے قدری کرنا کس قدر عدول حکمی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خدا تعالیٰ غیور ہے۔ اس نے مصلحت کے مطابق عین ضرورت کے وقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا۔ تاکہ وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے۔ اس کے تمام مصالح کو پاؤں کے نیچے کچلنا ایک بڑا گناہ ہے۔ کیا یہودی لوگ نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔ بمبئی کے ایک یہودی نے ہم کو لکھا کہ ہمارا خدا وہی ہے۔ جو مسلمانوں کا خدا ہے۔ اور قرآن شریف میں جو صفات بیان ہیں۔ وہی صفات ہم بھی مانتے ہیں۔ تیرہ سو برس سے اب تک ان یہودیوں کا وہی عقیدہ چلا آتا ہے۔ مگر باوجود اس عقیدہ کے ان کو سور اور بندر کہا گیا۔ صرف اس واسطے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا۔ انسان کی عقل خدا کی مصلحت سے نہیں لڑ سکتی۔ آدمی کیا چیز ہے۔ جو مصلحت الٰہی سے بڑھ کر سمجھ رکھنے کا دعویٰ کرے۔ خدا کی مصلحت اس وقت بدیہی اور اجلی ہے۔ اسلام میں سے پہلے ایک شخص بھی مرتد ہو جاتا تھا۔ تو ایک شور برپا ہو جاتا تھا۔ اب اسلام کو ایسا پاؤں کے نیچے کچلا گیا ہے کہ ایک لاکھ مرتد موجود ہے۔ اسلام جیسے مقدس مطہر مذہب پر اس قدر حملے کئے گئے ہیں۔ کہ ہزارہا لاکھوں کتابیں آنحضرت کو گالیاں سے بھری ہوئی شائع کی جاتی ہیں۔ بعض رسالے کئی کروڑ تک چھپتے ہیں۔ اسلام کے برخلاف جو کچھ شائع ہوتا ہے۔ اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ تو ایک بڑا پہاڑ بنتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے۔ کہ گویا ان میں جان ہی نہیں اور سب کے سب مر ہی گئے ہیں۔ اس وقت اگر خدا بھی خاموش رہے۔ تو پھر کیا حال ہو گا۔ خدا کا ایک حملہ انسان کے ہزار حملہ سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ ایسا ہے۔ کہ اس سے دین کا بول بالا ہو جائے گا۔ عیسائیوں نے ۱۹۰۰ سال سے شور مچا رکھا ہے۔ کہ عیسےٰ خدا ہے۔ اور ان کا دین اب تک بڑھتا چلا گیا۔ اور مسلمان ان کو اور بھی مدد دے رہے ہیں عیسائیوں کے ہاتھ میں بڑا حربہ یہی ہے۔ کہ مسیح زندہ ہے۔ اور تمہارے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے۔ لاہور میں لارڈ بشپ نے ایک بھاری مجمع میں یہی بات پیش کی۔ کوئی مسلمان اس کا جواب نہ دے سکا مگر ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب جو یہ موجود ہیں۔ اٹھے۔ اور انہوں نے قرآن شریف حدیث تاریخ۔ انجیل وغیرہ سے ثابت کیا۔ کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ کیونکہ آپ سے فیض حاصل کر کے کرامت اور خوارق دکھانے والے ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ تب اس کا جواب وہ کچھ نہ دے سکا۔ اب خیال کرو۔ کہ عیسےٰ کو زندہ ماننے کا کیا نتیجہ ہے۔ اور دوسرے انبیاء کی مانند وفات یافتہ ماننے کا کیا نتیجہ ہے۔ ذرا چار دن فوت شدہ مان کر اس کا نتیجہ بھی تو دیکھ لیں۔ میں نے ایک دفعہ لودیانہ میں عیسائیوں کو اشتہار دیا تھا۔ کہ تمہارا ہمارا بہت اختلاف نہیں۔ تھوڑی سی بات ہے یہ کہ تم مان لو۔ کہ عیسےٰ فوت ہو گئے۔ اور آسمان پر نہیں گئے۔ تمہارا اس میں کیا حرج ہے۔ اس پر وہ بہت جھنجھلائے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اگر ہم یہ مان لیں۔ کہ عیسیٰ مر گیا۔ اور آسمان پر نہیں گیا تو آج دنیا میں ایک بھی عیسائی نہیں رہتا۔ دیکھو خدا علیم و حکیم ہے۔ اس نے ایسا پہلو اختیار کیا ہے۔ جس سے دشمن تباہ ہو جائے۔ مسلمان اس معاملہ میں کیوں اڑتے ہیں۔ کیا عیسےٰ ؑ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے افضل تھا۔ اگر میرے ساتھ خصومت ہے۔ تو اس میں حد سے نہ بڑھو اور وہ کام نہ کرو۔ جو دین اسلام کو نقصان پہنچائے۔ خدا ناقص پہلو اختیار نہیں کرتا اور بجز اس پہلو کے تم کسر صلیب نہیں کر سکتے۔

جنگی امام

اگر تم نے جنگوں سے فتح پانی ہوتی۔ اور تمہارے لئے لڑائیاں کرنا مقدر تھا۔ تو خدا تم کو ہتھیار دیتا۔ توپ و تفنگ کے کام میں تم کو سب سے بڑھ کر چالاکی اور ہوشیاری دی جاتی۔ مگر خدا کا فعل ظاہر کر رہا ہے۔ کہ تم کو یہ طاقتیں نہیں دی گئیں۔ بلکہ سلطان روم کو بھی ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ جرمن یا انگلستان وغیرہ ممالک سے بنواتا ہے۔ اور آلات حرب عیسائیوں سے خرید کرتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ کے واسطے یہ مقدر نہ تھا۔ کہ مسلمان جنگ کریں۔ اس واسطے خدا نے ایک اور راہ اختیار کی۔ ہاں صلاح الدین وغیرہ بادشاہوں کے وقت ان باتوں کی ضرورت تھی۔ تب خدا نے مسلمانوں کی مدد کی۔ اور کفار پر ان کو فتح دی۔ مگر اب تو مذہب کے واسطے کوئی شخص جنگ نہیں کرتا۔ اب تو لاکھ لاکھ پرچہ اسلام کے برخلاف نکلتا ہے۔ جیسا ہتھیار مخالف کا ہے۔ ویسا ہی ہتھیار ہم کو بھی طیار کرنا چاہیئے۔ یہی حکم خداوندی ہے۔ اب اگر کوئی خونی مہدی آ جائے۔ اور لوگوں کے سر کاٹنے لگے۔ تو یہ بے فائدہ ہو گا۔ مارنے سے کسی کی تشفی نہیں ہو سکتی۔ سر کاٹنے سے دلوں کے شبہات دور نہیں ہو سکتے۔ خدا کا مذہب جبر کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام نے پہلے بھی کبھی پیش دستی نہیں کی جب بہت ظلم صحابہ پر ہوا۔ تو دشمنوں کو دفع کرنے کے واسطے جہاد کیا گیا تھا۔ خدا کی حکمت کے مطابق کسی کی دانائی نہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ اس معاملہ میں دعا کرے۔ اور دیکھے کہ اس وقت اسلام کی تائید کی ضرورت ہے یا نہیں جسم پر غالب آنا کوئی شے نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ دلوں کو فتح کیا جائے۔ میں نے کوئی بات قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف نہیں کی۔ اگر قرآن اور حدیث میں جسم عنصری کا لفظ آیا ہوتا تو اس کا منکر کافر اور ملعون ہوتا۔ مگر اصل حقیقت خدا نے بذریعہ الہام کے مجھ پر ظاہر کر دی۔ اور قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ اس کی تائید میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات صحابہ کے واسطے ایک بڑا صدمہ تھا۔ ۶۳ یا ۶۴ سال کوئی بڑی عمر نہیں۔ صحابہ کو اگر یہ کہا جاتا۔ کہ عیسیٰ تو زندہ ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم فوت ہو گئے۔ تو ان کے واسطے ایک پشت شکن صدمہ ہوتا۔ اسی واسطے حضرت ابوبکرؓ نے سب کو اکٹھا کر کے وعظ کیا۔ اور ان کو سمجھایا۔ کہ سب نبی مر گئے۔ کوئی بھی زندہ نہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے۔ صحابہ ایک عشق اور محبت کی حالت رکھتے تھے۔ وفات مسیح کے بغیر دوسرا پہلو وہ ہرگز مان نہ سکتے تھے۔ اسلام کبھی ایسا عقیدہ پیش نہیں کر سکتا۔ جو آنحضرت افضل الرسل کی ہتک کرنے والا ہو۔ کوئی ہمیں برا یا بھلا کہے۔ ہم تو اپنا کام کرتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی فتح اسی میں ہے۔ اگر ہم عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملا دیں۔ تو ہم ان کو کیونکر زیر کر سکتے ہیں۔ ہمارے مخالف مرنے کے بعد یقیناً سمجھ لیں گے۔ کہ وہ اسلام کے دوست نہیں۔ بلکہ دشمن ہیں۔ عادت بھی ایک بت ہوتا ہے۔ اور یہ لوگ اس بت کی پرستش کر رہے ہیں۔

یہاں پر ایک مولوی صاحب مخالفین کی جماعت میں سے بول اٹھے۔ اور چونکہ پھر انہوں نے حضرت کو مسلسل تقریر کرنے نہیں دی۔ بلکہ جلدی جلدی سوال پر سوال کرتے گئے۔ اور کسی سوال کے متعلق حضرت کا جواب پورا نہ سنا اس واسطے تقریر مذکورہ بالا تو ختم ہو گئی۔ مولوی صاحب سے سوال جواب میں درج کرتا ہوں۔ تاکہ دہلی کے مولویوں کا نمونہ ناظرین کو نظر آ جائے

مولوی صاحب۔ تو جن روایات سے حضرت عیسےٰ ؑ

کی زندگی ثابت ہے۔ ان کو کیا کریں

حضرت۔ جو روائیت قرآن اور حدیث صحیح کے مخالف ہو۔ وہ ردی ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔ قول خدا کے برخلاف کوئی بات نہیں ماننی چاہیئے۔

مولوی صاحب۔ اور جو وہ روائیت بھی صحیح ہو۔

حضرت۔ جب قول خدا قول رسول کے برخلاف ہوگی تو پھر صحیح کس طرح۔ خود بخاری میں متوفیک کے معنے ممیتک کے لکھے ہیں۔

مولوی صاحب۔ ہم بخاری کو نہیں مانتے۔ اور روائتوں میں مسیح کی زندگی لکھی ہے۔ قرآن کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہے۔

حضرت۔ تمہارا اختیار جو چاہو مانو یا نہ مانو۔ اور قرآن شریف خود اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔ خدا نے مجھے اطلاع دی۔ کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ اور کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ کے مطابق یہ بات ہے۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ قرآن وحدیث کے مخالف ہم کوئی روائیت نہیں مان سکتے۔

مولوی صاحب۔ اور جو وہ بھی صحیح ہو تو۔

حضرت۔ وہ صحیح ہو ہی نہیں سکتی۔

مولوی صاحب۔ اگرچہ صحیح ہو۔

حضرت۔ میں کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں۔ اب بار بار کیا کہوں کتاب اللہ کے برخلاف جو روائیت ہو۔ وہ کس طرح صحیح ہو سکتی ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ کس نے لکھا ہے۔ کس کتاب میں یہ درج ہے کہ برخلاف روائیت ہو تو نہ مانو۔ امام بخاری نے بھی غلطی کھائی۔ جو متوفیک کے معنے ممیتک کر دئے

حضرت۔ اگر بخاری نے غلطی کھائی۔ تو تم اور کوئی حدیث یا لغت پیش کرو۔ جہاں وفات کے معنے سوائے موت کے کچھ اور کئے گئے ہوں۔

مولوی صاحب۔ اچھا۔ حضرت عیسیٰ اُترنے تو فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا ہے۔ تمہارے ساتھ فرشتے کہاں ہیں

حضرت۔ تمہارے کندھوں پر جو دو فرشتے ہیں وہ تم کو نظر آتے ہیں۔ جو یہ فرشتے تم کو نظر آجائیں گے۔

مولوی صاحب۔ تو یہ نہ کہا تھا ہے۔ جب کہ کہ آیا کہ اس پر سے جیسے اُتریگا۔

حضرت۔ نزول کے یہ معنے نہیں۔ جو تم سمجھتے ہو۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ جیسا ہم مسافر سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم کہاں اُترے اس کے بعد وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔

شکریہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ آج شام کو یہ عاجز کسی کام پر باہر گیا ہوا تھا۔ حضرت مغرب کے وقت نشستگاہ میں تشریف لائے۔ اور ایک تقریر فرمائی۔ جس کو مخدومی اخویم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے قلمبند فرمایا۔ ایسا ہی باہر گاڑیوں میں سیر کے وقت جب ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت کے ساتھ بیٹھتے اور میں دوسری گاڑی میں ہوتا۔ تو آپ میرے واسطے حضرت کی تقریر محفوظ رکھتے۔ چنانچہ ذیل کی تقریر بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کی رقم زدہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس عزیز بھائی پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق ومحبت میں اپنا آپ نمونہ ہے۔ اپنی رحمت اور برکت فرماوے اور اس سے بھی بڑھ کر نیکیوں کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ آج کہاں کہاں کی سیر کی۔ انھوں نے عرض کی۔ کہ فیروز شاہ کی لاٹ پُرانا کوٹ۔ صابت خان کی مسجد۔ لال قلعہ وغیرہ مقامات دیکھے۔ فرمایا۔ ہم تو حضرت بختیار کاکی۔ نظام الدین صاحب اولیاء۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اصحاب کی قبروں پر جانا چاہتے ہیں۔ دہلی کے یہ لوگ جو سطح زمین کے اُوپر ہیں۔ نہ ملاقات کرتے ہیں۔ اور نہ ملاقات کے قابل ہیں۔ اس لئے جو اہل دل لوگ ان میں سے گذر چکے ہیں اور زمین کے اندر مدفون ہیں۔ ان سے ہی ہم ملاقات کرلیں۔ تاکہ بدون ملاقات تو واپس نہ جائیں۔ میں ان بزرگوں کی یہ کرامت سمجھتا ہوں۔ کہ انھوں نے قسی القلب لوگوں کے درمیان بسر کی۔ اس شہر میں ہمارے حصہ میں ابھی وہ قبولیت نہیں آئی۔ جو ان لوگوں کو نصیب ہوئی

چشم باز وگوش باز وایں ذکا
خیرہ ام از چشم بندئ خدا

اسلام پر یہ کیسا مصیبت کا زمانہ ہے۔ اندرونی مصائب بھی بے انتہا ہیں۔ اور بیرونی بھی بے حد ہیں پھر یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس وقت کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ پھر ہم کو کسی مصلح کی کیا ضرورت ہے مگر نہیں سمجھتے کہ جب تک خدا کی رحمت نہ ہو۔ وہ رقت اور درد پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو انسان کے دل کو صاف کرتا ہے۔ چاہیئے۔ کہ بہت دعائیں کریں۔ صرف بحث کرنے والا فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام پر کس طرح کے مصائب نازل ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اسلام کو گویا خدا نے فراموش کر دیا ہے۔ دہلی کے لوگ ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ لڑنے کو آئے ہیں حق طلبی کا انہیں خیال نہیں۔ حلق کے نیچے بات تب اترتی ہے۔ جب حلق صاف ہو۔ دوائی کا بھی یہی حال ہے۔ کہ جب تک حلق صاف نہ ہو۔ اور معدہ بھی صاف نہ ہو دوائی کا اثر نہیں ہو سکتا۔ دوائی قے ہو جاتی ہے۔ یا ہضم نہیں ہوتی۔

احمدی نام کیوں رکھا گیا ایک مولوی صاحب آئے اور انہوں نے سوال کیا۔ کہ خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے۔ یہ بات ھو سمّٰکم المسلمین کے برخلاف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا۔ اسلام بہت پاک نام ہے۔ اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے۔ اسلام کے ۷۳ فرقے ہوگئے ہیں۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے۔ جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہ کو سب وشتم کرتے ہیں۔ نبی کریم کے ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو بُرا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ خارجی حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے ہیں۔ اور پھر بھی مسلمان نام رکھاتے ہیں۔ بلاد شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسین رضی پر تبرہ بازی کرتے ہیں اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ اسی مصیبت کو دیکھ کر سلف صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آج کل نیچریوں کا ایک ایسا فرقہ نکلا ہے۔ جو جنت دوزخ۔ ملائک وحی سب باتوں کا منکر ہے۔ یہاں تک کہ سید احمد خان کا خیال تھا۔ کہ قرآن مجید بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نتیجہ ہے۔ اور عیسائیوں سے سن کر یہ قصے لکھ دئے ہیں۔ غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے واسطے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔

حضرت یہ تقریر کر رہے تھے۔ کہ اس مولوی نے پھر سوال کیا۔ کہ قرآن شریف میں تو حکم ہے۔ کہ لا تفرقوا۔ اور آپ نے تو تفرقہ ڈالدیا۔

حضرت نے فرمایا۔ ہم تو تفرقہ نہیں ڈالتے۔ بلکہ ہم تفرقہ دور کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ اگر احمدی نام رکھنے میں ہتک ہے۔ تو پھر شافعی حنبلی کہلانے میں بھی ہتک ہے۔ مگر یہ نام ان اکابر کے رکھے ہوئے ہیں۔ جن کو آپ بھی صلحاء مانتے ہیں وہ شخص بدبخت ہوگا۔ جو ایسے لوگوں پر اعتراض کرے اور ان کو بُرا کہے۔ صرف امتیاز کے لئے ان لوگوں نے اپنے یہ نام رکھے تھے۔ ہمارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے۔ اور ہم پر اعتراض کرنے والا خدا پر اعتراض کرتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ اور احمدی ایک امتیازی نام ہے

اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو۔ خدا تعالےٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے۔ اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے اور صرف مسلمان

اس سے تمیز نہیں ہو سکتی۔ امام شافعی اور حنبل وغیرہ کا زمانہ
بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس
وقت یہ نام نہ ہوتے۔ تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہو سکتی۔ ہزارہا
گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے واسطے مثل
چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام
ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی۔
اب بھی ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ گھر گھر ایک مذہب ہے۔ ہم کو مسلمان
ہونے سے انکار نہیں۔ مگر تفرقہ دور کرنے کے واسطے یہ نام رکھا
گیا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت والوں سے
اختلاف کیا۔ اور عام نظروں میں ایک تفرقہ ڈالنے والے تھے
لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ تفرقہ خود خدا ڈالتا ہے
جب کھوٹ اور ملاوٹ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو خدا خود
چاہتا ہے۔ کہ ایک تمیز ہو جاوے۔

مولوی صاحب نے پھر وہی سوال کیا۔ کہ خدا نے تو کہا
ہے۔ کہ ھو سمٰکم المسلمین۔

فرمایا۔ کیا اس میں رافضی اور بدعتی اور آج کل کے
مسلمان شامل ہیں۔ کیا اس میں آج کل کے وہ لوگ شامل ہیں
جو اباحتی ہو رہے ہیں۔ اور شراب اور زنا کو بھی اسلام
میں جائز جانتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس کے مخاطب تو صحابہ ہیں
حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قرون ثلاثہ کے بعد فیج اعوج
کا زمانہ ہوگا۔ جس میں جھوٹ اور کذب کا اشاعہ ہوگا۔ آنحضرت
نے اس زمانہ کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے۔ لیسوا منی
ولست منھم۔ نہ ان کا مجھ سے کوئی تعلق ہے۔ نہ میرا
ان سے کوئی تعلق ہے۔ وہ لوگ مسلمان کہلائیں گے۔ مگر
میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں۔ یا اس نام کو
عار سمجھیں۔ ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں۔ میں کوئی بدعت
نہیں لایا۔ جیسا کہ حنبلی شافعی وغیرہ نام تھے۔ ایسا ہی احمدی
بھی نام ہے۔ بلکہ احمد کے نام میں اسلام اور اسلام
کے بانی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتصال
ہے۔ اور یہ اتصال دوسرے ناموں میں نہیں۔ احمد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اسلام احمدی
ہے اور احمدی اسلام ہے۔ حدیث شریف میں
محمدی رکھا گیا ہے۔ بعض اوقات الفاظ بہت ہوتے
ہیں مگر مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔

احمدی نام ایک امتیازی نشان ہے۔ آج کل اس
طوفان زمانہ میں ہے۔ کہ اول آخر کبھی نہیں ہوا۔ اس واسطے
یہ نام ضروری تھا۔ خدا کے نزدیک جو مسلمان ہیں
[illegible] ہیں۔

تیمار دہلی۔ ۲۰۔ اکتوبر کی صبح کو حضرت مسیح

شاہ ولی اللہ صاحب اور خواجہ میر درد صاحب کی قبروں
پر تشریف لے گئے۔ ہر دو مقامات کے گدی نشین عاجزانہ
نقل کرتے تھے۔ اپنے موقعہ پر درج اخبار ہوں گے۔ دہلی
میں لوگ زیادہ تر مسجدوں کے طالب علم اور مولوی
[illegible]
بعض تمسخر کے سوا بات نہیں کرتے۔ حضرت سب
کے ساتھ اخلاق کریمانہ سے پیش آتے ہیں۔ میرٹھ سے
میاں عبدالرشید صاحب تاجر اور چند دوست امروہہ
سے تشریف لائے۔

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ آج لاہور سے خواجہ کمال الدین صاحب
حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ بابو غلام محمد صاحب اور
قادیان سے بابو شاہ دین صاحب۔ اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب
صاحب۔ اور اٹاوہ سے میر صادق حسین صاحب اور
ایسا ہی دیگر مقامات سے بہت سے دوست آئے۔ آج
حضرت نے دو دفعہ ایک صبح اور ایک ظہر لمبی تقریریں
کیں۔ جو انشاء اللہ درج اخبار ہوں گی۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب کو بھی حضرت نے دہلی آنے
کے واسطے فرمایا ہے۔

جماعت پٹیالہ نے درخواست کی ہے۔ حضور جاتے
ہوئے وہاں ٹھہریں۔ ہنوز کچھ حکم نہیں فرمایا۔

آج مولوی محمد احسن صاحب نے جمعہ کا خطبہ پڑھا۔ جو
دلوں پر بہت نیک اثر کرنے والا تھا۔ مناسب موقعہ
پر کچھ اقتباس اس میں سے درج کیا جاوے گا۔

۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح اور پھر بعد ظہر عصر تک
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تقریریں کیں
قریب دس کے نئے آدمی بیعت میں شامل ہوئے جن
میں سے بعض کے نام مفصلہ ذیل ہیں۔ میر رستم علی صاحب
ٹھیکیدار رام پور سکنہ شاہجہان پور۔ حامد حسین خان
صاحب منصرم میرٹھ۔ عبدالرحمان صاحب اسسٹنٹ
ویٹرنری سرجن۔

آج لاہور سے میاں معراج الدین صاحب عمر
پروپرائٹر اخبار بدر۔ مظفر نگر سے منشی ماجد علی صاحب
منشی احمد حسن صاحب۔ میرٹھ سے محمد ذوالفقار علی
خان صاحب منشی عباد اللہ صاحب وغیرہ اٹاوہ سے۔
منشی عبدالمجید صاحب۔ میاں کریم بخش صاحب سید
ابن حسن خان صاحب۔ شیخ پیر محمد صاحب امروہہ سے
میاں عبدالصمد صاحب۔ میاں عبدالغفور صاحب
میاں عبدالسلام صاحب۔ چندوسی سے مولوی
طفیل احمد صاحب۔ علی گڑھ سے حکیم محمد حسین
صاحب شیخ عبداللہ صاحب وغیرہ۔ اور دیگر بہت
سے احباب مختلف مقامات سے تشریف لائے۔

اور احباب کا ایک بڑا مجمع اس جگہ ہو گیا ہے۔

۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح کے وقت حضور معہ خدام
شاہ نظام الدین صاحب اولیاء کے مزار پر تشریف لے
گئے۔ وہاں کے سجادہ نشینان۔ میاں حسن نظامی صاحب
اور صاحبزادہ سید خواجہ معین الدین نظامی و دیگر صاحبان
نے ساتھ ہو کر تمام مقامات اور قبریں دکھائیں۔ حضرت
نے شاہ صاحب اور امیر خسرو صاحب کے مزار پر فاتحہ
پڑھا۔ وہاں کے مزید حالات اس تاریخ کی ڈائری میں
درج ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعد ظہر میرٹھ کے چند دوستوں اور علی گڑھ
کے چند دوستوں نے بیعت کی۔

حضرت نے ایک لمبی تقریر کی۔ اور چند مولویوں نے
بعد تقریر حضرت سے ایک تحریر لکھائی۔ کہ آپ کیوں مسیح
کی وفات کے قائل ہیں۔ وہ تحریر آئندہ درج اخبار ہوگی
انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولوی نور الدین آج یہاں پہنچ گئے ہیں۔

۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح کے وقت حضور نے گاڑیاں
منگوائیں اور خواجہ میر درد صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب
کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے۔ راستہ میں قبرستان
کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ انسان کی دائمی سکونت
ہے جہاں ہر قسم کے افراط سے نجات پا کر انسان آرام
کرتا ہے

خواجہ میر درد صاحب کی قبر پر آپ نے فاتحہ پڑھا اور کتبہ کی طرف
دیکھ کر فرمایا۔ کہ کتبہ لکھنا شریعت میں منع نہیں ہے۔ اس میں
بہت سے فوائد ہیں

خواجہ میر درد صاحب کی قبر کے سرہانے کی طرف یہ عبارت
لکھی ہے۔

ھو الناصر

نور البصر اہل المحمدیین خواجہ میر محمدی المتخلص بدرد
تحیات اللہ علیہ وعلی والدیہ وعلی من توسل الیہ۔
ولادت نوزدہم ذیقعد ۱۱۳۳ھ روز شنبہ عمر شریف ۶۶
سال رحلت ۲۴۔ صفر یوم جمعہ قبل صبح صادق ۱۱۹۹ھ

ہم میر و فقیر خواجہ میر درد است
ہم مرشد و پیر خواجہ میر درد است

از بسکہ غلام خواجہ میرم اثر
زیر اقدام خواجہ میرم اثر
از رحمت حق زندہ جاوید شدیم
ہر گاہ بنام خواجہ میرم اثر

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر کے لئے چھاپا گیا۔